120386 ـ دوسری بیوی کا اپنے خاوند کے متعلق شکوی اور اس کا شرعی حکم

سوال

ايك سے زائد بيويوں كے مابين عدل كا معيار كيا ہے، ميں نے اپنے خاوند سے ملازمہ ركھنے كا مطالبہ كيا ہے كيونكہ ميں گھريلو كام كاج اور اولاد كى ديكھ بھال نہيں كر سكتى، خاوند نے اس كى ايك شرط پر موافقت كى كہ خادمہ ايك دن ميرے گھر ميں اور دوسرے دن ميرى سوكن كے گھر ميں ہو گى، يہ علم ميں رہے كہ ميرا گھر بڑا ہے اور ميرے بچے بھى اس سے زيادہ ہيں، اور اس كے برعكس اس كا گھر بھى چھوٹا اور بچے بھى كم اس ليے كہ وہ دوسرى بيوى ہے، جب ميں خاوند سے كوئى چيز مانگتى ہوں تو وہ دوسرى بيوى كے ليے وہى چيز لاتا ہے، كچھ ايام قبل ميں نے اس سے قسم كا كفارہ ادا كرنے كا كہا، اور اس نے ادا تو كر ديا ليكن بعد ميں اس نے مجھے سے رقم واپس مانگى اس ليے كہ اس كا خيال تھا كہ يہ چيز ميرے ساتھ خاص ہے اور مجھے خود اپنے مال سے ادا كرنا چاہيے.
اور يہ معلوم ہونا چاہيے كہ ميرے اخراجات ايك ہزار ريال سے زائد نہيں جن ميں لباس اور ميك اپ كا سامان اور موبائل كا بل اور تحفہ تحائف شامل ہيں، لہذا ان امور ميں عدل كيا ہے ميں نفسياتى طور پر بہت پريشان ہوں، وہ شخص عدل كرنا چاہتا ہے اللہ اسے ميرى جانب سے سارى جزائے خير عطا فرمائے ليكن ميرے خيال ميں وہ مجھ پر سختى كر رہا ہے.
مجھے بتائيں كہ عدل كا صحيح طريقہ كيا ہے تا كہ ہر بيوى اپنا حق حاصل كر سكے، اور يہ محسوس نہ كرے كہ اس پر ظلم ہو رہا ہے، اور آخرى بات يہ كہ: كيا ايك سے زائد شادياں كرنے والا خاوند عدل كو ديكھےگا يا كہ جس كى صرف ايك ہى شادى ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ:

اول:

ايك سے زائد بيوياں ركھنے والے شخص پر جو عدل كرنا واجب ہے وہ يہ كہ: اپنى بيويوں كے خرچ ميں عدل كرے، اور رات بسر كرنے ميں، اور رہائش ميں اور لباس ميں، ان تينوں اشياء كى تفصيل آپ كو سوال نمبر (10091) كے جواب ميں ملے گى اس كا مطالعہ ضرور كريں.

اور ہدیہ و تحفہ میں بیویوں کے مابین برابری کرنا لازم نہیں، جیسا کہ سوال نمبر (13268) کے جواب میں بیان ہو چکا ہے، اگرچہ افضل یہی ہے کہ وہ اس میں بھی بیویوں کے مابین برابری کرنے کی کوشش کرے، اور یہی بہتر ہے تا کہ اس کی بیویوں کے مابین ان کی غیرت کی بنا پر غلط اثرات نہ پڑیں.

دوم:

گھر کے لیے ملازمہ کے بارہ میں عرض یہ ہے کہ:

1 ـ خادمات یعنی گھریلو ملازمات کو ان کے ملك سے لانے کے متعلق ہم تفصیل کے ساتھ کلام کر چکے ہیں، اور ان ممنوعہ اشیاء کے متعلق بھی کھل کر بات ہوئی ہے جو ملازمات کی وجہ سے گھروں میں پیدا ہوتی ہیں اور گھر والے اس میں پڑتے ہیں اس کی تفصیل آپ کو سوال نمبر (26282) کے جواب میں ملے گی لہذا اس کی اہمیت کی خاطر آپ مطالعہ ضرور کریں.

2 ـ اگر گھر میں ملازمہ کی موجودگی سے کوئی شرعی ممانعت نہ پائی جاتی ہو تو پھر آپ کے خاوند نے جو کیا ہے کہ ایك دن آپ کے گھر میں اور ایك دن آپ کی سوکن کے گھر میں کام کریگی اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن خاوند کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جس بیوی کے پاس اولاد زیادہ ہے اس کے اخراجات اس بیوی کی طرح نہیں جس کی اولاد کم ہے، یا پھر جس کی اولاد کوئی نہیں، اور خادمہ کے متعلق بھی اسے یہی چیز کا خیال کرنا چاہیے، ایك گھر بڑا ہونے اور اس میں کام زیادہ ہونے میں دونوں گھروں میں ملازمہ کے کام کی تقسیم عدل نہیں جس کے متعلق خاوند کا خیال ہے کہ اس نے عدل کر لیا ہے بلکہ اسے ان امور کا خیال کرنا چاہیے، ہو سکتا ہے ایك بیوی بالکل ہی ملازمہ کی محتاج نہ ہو، اس میں فرق پایا جاتا ہے کہ ایك گھر میں ملازمہ کا کام کرنا ضروریات میں یا شدید حاجت ہو، اور دوسری گھر میں ملازمہ کا کام کرنا کمال میں شامل ہوتا ہو! اس لیے خاوندوں کو اس کا بھی خیال کرنا چاہیے اور گھر کے کام کاج میں معاونت کرنی چاہیے، اور اسی طرح ان پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ گھر کے افراد کی تعداد کو بھی مد نظر رکھ کر اخراجات کی تقسیم کریں کہ ان کی ضروریات زیادہ ہیں اور جس کے افراد کم ہیں ان کی ضروریات بھی کم.

سوم:

قسم کا کفارہ مال کی شکل میں فقراء کو ادا نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اس کو غلہ اور کھانا کی شکل میں ادا کرنا واجب ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

﴿ اللہ تعالی تمہاری لغو قسموں کا مؤاخذہ نہیں کرتا، لیکن مؤاخذہ اس پر کرتا ہے کہ تم جن قسموں کو مضبوط کرو، اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا دینا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا ان کو کپڑا دینا، یا ایك غلام یا لونڈی آزاد کرنا، جس کو اس کی طاقت نہ ہو وہ تین روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم اٹھاؤ اور اپنی قسموں کا خیال رکھو! اسی طرح اللہ تعالی تمہارے واسطے اپنے احکام بیان کرتا ہے تا کہ تم شکر کرو ﴾المآئدۃ (89).

اس کی تفصیل آپ کو سوال نمبر (45676) کے جواب میں ملے گی اس کا مطالعہ کریں.

خاوند کی بات سچی ہے کہ قسم کا کفارہ آپ کو اپنے خاص مال سے ادا کرنا ہے، اور یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آپ کا اپنے ان اخراجات میں سے کفارہ ادا کرنا جو اس نے آپ کے لیے محدد کر رکھے ہیں آپ کی حق تلفی ہے، یا آپ پر کوئی تشدید اور سختی ہے، اور اس ذہین خاوند نے مقتضی حال کو دیکھنا ایك اہم چیز ہے اس نے تمہارے حال کی قدر کی اور اس کا خیال رکھا ہے جو آپ کے حال کے لیے صحیح اور اصلاح کے لیے ہے.

لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ خاوند کے لیے آپ کی جانب سے کفارہ کا کھانا دینا جائز نہیں، اور اگر وہ ایسا کرتا ہے تو ظلم شمار ہو گا! بلکہ یہ اس کی فہم کا خلل ہے کہ ایسا کرنا بیویوں کے عدل کے منافی ہے، اور بلاشك و شبہ آپ کی جانب سے قسم کے کفارہ میں کھانا کھلانا حسن معاشرت میں شامل ہوتا ہے، اور اس سے دوسری بیوی کو بھی اسی طرح دینا لازم نہیں آتا کہ جتنا تمہارے لیے خرچ کیا ہے اتنا ہی اسے بھی دے.

کسی بھی اہل علم نے یہ نہیں کہا، اور نہ ہی سلف رحمہ اللہ میں سے جس نے بھی ایك سے زائد بیویاں رکھیں ان میں سے کسی ایك سے یہ معروف ہے.

چہارم:

عدل واجب کو مقرر کرنے کا مرجع ایك سے زائد رکھنے والا خاوند نہیں اور نہ ہی جس کی ایك بیوی ہے وہ اس کو مقرر کر سکتا ہے ، بلکہ اس کو تو شریعت نے مقرر کرنا ہے اور کتاب و سنت کی نصوص ہی خاوند پر لازم کرتی ہیں کہ جو شریعت نے خاوند پر مقرر کیا ہے وہ اس کی ادائیگی کرے.

اور نہ ہی صرف لوگوں کے حکم کی بنا پر خاوند کا اپنی بیویوں میں عدل کرنا ثابت ہو گا، بلکہ خاوند جو بالفعل عمل کرتا ہے اس سے پتہ چلےگا کہ وہ کتنا عدل کر رہا ہے، کیونکہ کچھ امور ایسے ہیں جو لوگوں سے پوشیدہ ہیں جن کا ظاہر ظلم معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی حقیقت عدل ہے، اور اسی طرح اس کے برعکس بھی، اس لیے ممکن ہے کہ

لوگوں كے ليے اس خاوند كا عدل ظاہر ہوتا ہو ليكن حقيقت ميں سب سے بڑا ظالم ہو.

آخر ميں ہم خاوند كو يہ نصيحت كرتے ہيں كہ وہ بيويوں ميں شريعت كے مطابق واجب كردہ عدل بجا لائے، اور دونوں گھروں كو چلانے ميں حكمت سے كام لے، اور ہر حقدار كو اس كا حق ادا كرے، اور دونوں گھروں ميں جو فرق اور اختلاف ہے اس كو مدنظر ركھے، اگر ايك گھر ميں اس كى اولاد ہے اور دوسرے گھر ميں اس طرح نہيں تو يہ ان كى ديكھ بھال اور اخراجات اور تربيت و خدمت كى مستوجب ہے، جو دوسرى بيوى پر ظلم نہ ہو اور اس سے ايك سے زائد بيوياں ركھنے كا شرعى مقصد بھى پورا ہو جائے.

اسى طرح - ميرى سائل بہن - آپ كو بھى چاہيے كہ اپنے خاوند كے ساتھ نرمى كا رويہ اختيار كريں، اور اس كے ساتھ معاملات كرنے ميں احسن اسلوب اختيار كريں، اور آپ كو غيرت اس پر مت ابھارے كہ سارے امور و معاملات ميں باريك بينى كے ساتھ محاسبہ كرنا شروع كر ديں؛ كيونكہ يہ سب كچھ خاوند كے ليے پريشانى كا باعث بنےگا، اور اس گھر ميں رہنے كى ناپسنديدگى پيدا كريگا جس گھر ميں جا كر اسے سردرد ہونا شروع ہو جائے! خاص كر جبكہ آپ كے خاوند كا ظاہر دين و اصلاح والا معلوم ہوتا ہے، اور وہ خير و بھلائى كى حرص ركھنے والا ہے، اس ليے آپ خير و بھلائى ميں اس كى معاون بن كر رہيں نہ كہ شيطان كى معاون بنيں.

اس كا يہ معنى نہيں كہ آپ اپنا حق بھى چھوڑ ديں، بلكہ آپ كا حق تو شرعى طور پر مكفول ہے، ليكن آپ حق طلب كرنے ميں احسان كو مت بھوليں، اور حق لينے ميں معافى اختيار كريں اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

 اور احسان كرو يقينا اللہ تعالى احسان كرنے والوں سے محبت كرتا ہے البقرة (195).

اور ايك مقام پر ارشاد بارى تعالى ہے:

 اور تم معاف كر دو، يہ تقوى كے زيادہ قريب ہے، اور آپس ميں فضل كو مت بھولو، يقينا اللہ تعالى ديكھنے والا ہے جو تم عمل كر رہے ہو البقرة (237).

امام بخارى رحمہ اللہ نے صحيح بخارى ميں جابر بن عبد اللہ رضى اللہ عنہما سے روايت كيا ہے كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" اللہ تعالى اس شخص پر رحم كرے جو آسانى كرتا ہے جب فروخت كرتا ہے، اور جب خريدتا ہے، اور جب اپنا حق طلب كرتا ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2076).

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کو خیر و بھلائی پر جمع رکھے، اور آپ کو اپنی رضامندی کے کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے.

واللہ اعلم .